مقدمۃ رؤوس الیراعۃ (حاشیۃ دروس البلاغۃ)

۱: خطبہ

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، امابعد

تمرین کے بغیر کسی بھی فن کو پوری طرح سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ اسی لیے ہمارے بزرگوں نے درسی فنون کے اجرا کا اہتمام کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ گنگوہی (متوفی ۱۳۴۵ھ) اپنے رسالے "ناصح الطلبہ" میں فرماتے ہیں:

> "جس فن کی کتاب بھی شروع ہو اس میں تدریس کا یہی طریق جاری کرے اور امثلہ مشقی بکثرت دریافت کرنا چاہیے۔ مثلاً فن بلاغت شروع ہو تو ہر قاعدہ کے متعلق آیات قرآن مجید اور اشعار جاہلیت دے کر قواعد بلاغت ان میں جاری کرائے جائیں۔ قدماء کی بلیغ عبارت دیکر اس کی فصاحت وبلاغت دریافت کرے۔ اور اردو کی عبارت دے کر اس کی عربی عبارت مع رعایت قواعد بلاغت بنوائے۔ اسی طرح جب فقہ کی کوئی کتاب شروع ہو تو اس کتاب کے مرتبہ کے موافق چھوٹے چھوٹے مسئلے دیے جائیں، کہ بحوالہ کتب اس کا جواب لکھیں۔ علی ہذا منطق کے قواعد کا اجرا اسی طرح کرایا جائے۔ غرض جو فن شروع ہو اس کو عملی طور سے جاری کرایا جائے۔ مہتممین مدارس از خود عموماً اپنی توجہ اس جانب مبذول فرمادیں کہ چندہ کر کے ایسی کتب درسیہ طبع کرائیں جن کے حواشی پر امثلہ مشقی بہ ترتیب حسن وبہ اسلوب پاکیزہ لکھی جائیں۔ اوران کتب کو درس میں داخل کریں۔" (ناصح الطلبہ ملحقہ حقوق العلم :ص ۱۰۲، ۱۰۳ ملخصا بلفظہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ط: اول ۱۴۲۷ھ)

دروس البلاغۃ اس فن کا مختصر اور جامع متن ہے اور درس نظامی میں داخل نصاب بھی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس میں تمارین کا اضافہ کر دیا جائے تاکہ طلبہ کو فن بلاغت کی اصطلاحات اور قواعد پڑھانے کے ساتھ ساتھ اس فن کا اجرا بھی کرایا جاسکے۔ اس غرض سے دروس البلاغۃ پر ایک حاشیہ "رؤوس الیراعۃ" بڑھادیا ہے۔ اور اس میں درج ذیل امور کا اضافہ کیا گیا ہے:

۱: علم ادب کے تعارف پر مشتمل مقدمہ

۲: دروس البلاغۃ کے مؤلفین کے حالات

۳: دروس البلاغۃ کی شرح شموس البراعۃ کے مصنف کے حالات

۴: بلاغت کی اصطلاحات اور قواعد کی مثالیں اردو زبان سے اور اضافی فوائد

۵: ہر باب کے بعد تمرین۔ دروس البلاغۃ کے مؤلفین نے آخر میں جو سؤالات ذکر کیے ہوئے ہیں وہ کتاب کے اندر ہی تمارین میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ تمرین کے سؤالات قرآن مجید کے آخری دس پاروں سے، پھر درمیانے دس پاروں سے اور پھر شروع کے دس پاروں سے اور پھر عربی اشعار سے لیے گئے ہیں۔

۶: قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ۔ ترجمہ اکابر کے تراجم سے نقل کیا گیا ہے، تاکہ طلبہ کو مستند تراجم کا کچھ مطالعہ اور تعارف ہو جائے۔ اس بارے میں درج ذیل تراجم سے استفادہ کیا گیا ہے اور ترجمے کے ساتھ حوالہ ذکر کیا گیا ہے۔

۱: موضح قرآن: حضرت مولانا شاہ عبد القادر دہلوی (متوفی ۱۲۳۰ھ) مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی کی تصحیح کے ساتھ مطبوع نسخہ پیش نظر رہا ہے۔ یہ مستند موضح قرآن کے نام سے ایچ ایم سعید کراچی سے مطبوع ہے۔

۲: موضح فرقان: حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن دیوبندی (متوفی ۱۳۳۹ھ) تفسیری فوائد کے ساتھ تفسیر عثمانی کے نام سے مطبوع ہے۔

۳: بیان القرآن: حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ) تفسیر کی تلخیص کے ساتھ تاج کمپنی سے مطبوع نسخہ پیش نظر رہا ہے۔

۴: آسان ترجمہ قرآن: حضرت مولانا محمد تقی عثمانی۔

۷: مصنفین کے اپنے حواشی کی نشاندہی دار ابن حزم سے مطبوع نسخے سے۔

۸: ابواب اور موضوعات کی فہرست۔

محمد طارق محمود

مدرس و معین مفتی جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

۱۴شعبان ۱۴۴۵ھ / ۲۵ فروری ۲۰۲۴ء

۲: علم ادب کا تعارف

۱: علم ادب کی تعریف اور علوم ادبیہ کی ۱۲ قسمیں:

(عربی کا) علم ادب وہ ہے جس سے عربی کلام بولنے اور لکھنے میں غلطیوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ علوم کا حاصل کرنا چونکہ الفاظ اور ان کے احوال کے جاننے سے ہی ہوتا ہے، لہٰذا علماء نے الفاظ کے احوال ضبط کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اور الفاظ کے احوال سے علوم نکالے ہیں، جو ۱۲ قسموں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ انھیں علوم ادبیہ کہتے ہیں۔

سید شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) فرماتے ہیں: علم ادب کے کچھ اصول ہیں اور کچھ فروع ہیں۔ اصول ۸ علوم ہیں، اور فروع ۴ علوم ہیں۔ اصول یہ ہیں: لغت، صرف، اشتقاق، نحو، معانی، بیان، عروض، قوافی۔ اور فروع یہ ہیں: خط، قرض الشعر، انشاء، محاضرات۔

اصول:

۱: لغت: اس میں مفردات کے جواہر، مواد اور ہیئات سے بحث ہوتی ہے۔

۲: صرف: اس میں مفردات کی صرف صورتوں اور ہیئتوں سے بحث ہوتی ہے۔

۳: اشتقاق: اس میں مفردات کے اصلی اور فرعی ہونے سے بحث ہوتی ہے۔

۴: نحو: اس میں مفردات کی ترکیب کے طریقے اور معانی اصلیہ کی ادائیگی سے بحث ہوتی ہے۔

۵: معانی: اس میں اصل معنی سے زائد معانی کی ادائیگی سے بحث ہوتی ہے۔

٦: بیان: اس میں اصل معنی سے زائد معانی کی ادائیگی کے طریقوں کی وضاحت کے مراتب سے بحث ہوتی ہے۔

بدیع میں کلام میں مزید خوبیاں پیدا کرنے کے طریقے بیان ہوتے ہیں۔ یہ اور دراصل علم معانی اور بیان کا تتمہ ہے۔ اور ان دو میں داخل ہے۔

۷: عروض: اس میں کلام منظوم کے وزن کی تفصیل بیان ہوتی ہے۔

۸: قوافی: اس میں کلام منظوم کے آخری حصے کی تفصیل بیان ہوتی ہے۔

فروع:

۱: خط: الفاظ لکھنے کا طریقہ۔

۲: قرض الشعر: شعر کہنے کا طریقہ۔

۳: انشاء: نثر لکھنے کا طریقہ۔

۴: محاضرات: یہ کسی کے ساتھ خاص نہیں۔ تواریخ بھی اسی کا حصہ ہے۔

(کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون: علم الادب، ملخصا و موضحا

۲: عربی علم ادب کا مقصد اور اس کی بنیادی کتابیں:

نظم اور نثر میں اہل عرب کے اسلوب اور منہج کے مطابق عمدگی حاصل کرنا علم ادب کا مقصد ہے۔ عربی ادب کی بنیادی کتابیں چار ہیں:

۱: ادب الکاتب ابو محمد عبد اللہ بن مسلم معروف بہ ابن قتیبہ دینوری (متوفی ۲۷٦ھ)

۲: الکامل فی اللغۃ والادب　　　ابو العباس محمد بن یزید معروف بہ مبرد (متوفی ۲۸۵ھ)

۳: البیان والتبیین　　　ابو عثمان عمرو بن بحر معروف بہ جاحظ (متوفی ۲۵۵ھ)

۴: الامالی (اسے النوادر بھی کہتے ہیں)　　　ابو علی اسماعیل بن قاسم معروف بہ قالی (متوفی ۳۵۶ھ)

(تاریخ ابن خلدون: ۱/ ۷۶۴ ملخصا موضحا، عبد الرحمن بن محمد معروف بہ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) ت: خلیل شحادۃ، دار الفکر، بیروت، ط: ثانیہ ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء)

۳: فصاحت وبلاغت کیا ہے؟

فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم تینوں کی صفت بنتا ہے۔ اور بلاغت کلام اور متکلم کی صفت بنتا ہے، کلمہ کی نہیں بنتا۔

کلمہ فصیحہ: جس کلمے میں تین خوبیاں پائی جائیں اسے کلمہ فصیحہ کہتے ہیں۔ اسے بولنا آسان ہو۔ اس کی ہیئت درست ہو۔ اور اس کے معنی واضح ہوں۔ اگر کسی کلمے کی ادائیگی زبان پر دشوار ہو تو اس خرابی کو تنافر حروف کہتے ہیں۔ ہیئت درست نہ ہو تو اسے مخالفت قیاس کہتے ہیں۔ اور معنی واضح نہ ہوں تو اسے غرابت کہتے ہیں۔

کلام فصیح: جس کلام کے کلمات سب فصیح ہوں اور مزید تین خوبیاں بھی اس میں ہوں اسے کلام فصیح کہتے ہیں۔ اسے بولنا آسان ہو۔ اس کی ترکیب درست ہو۔ یعنی نحوی قاعدے کے مطابق ہو۔ اور تیسری یہ کہ اس کلام کے معنی واضح ہوں۔ کلام کی ادائیگی زبان پر دشوار ہونے کی خرابی تنافر کلمات کہلاتی ہے۔ ترکیب درست نہ ہو تو یہ خرابی ضعف تالیف کہلاتی ہے۔ اور معنی واضح نہ ہوں تو اسے تعقید کہتے ہیں۔ تعقید کی دو قسمیں ہیں۔ لفظی اور معنوی۔

متکلم فصیح: جسے فصیح کلام کرنے کا ملکہ حاصل ہو۔

کلام بلیغ: وہ فصیح کلام جو مقتضی الحال کے مطابق ہو۔

متکلم بلیغ: جسے بلیغ کلام کرنے کا ملکہ حاصل ہو۔

مذکورہ بالا خرابیوں میں سے تنافر ذوق سلیم سے معلوم ہوتا ہے۔اور مخالفت قیاس صرف سے معلوم ہوتا ہے۔غرابت کا پتہ لغت سے چلتا ہے۔ضعف تالیف اور تعقید لفظی نحو سے معلوم ہوتے ہیں۔تعقید معنوی کی پہچان علم بیان سے ہوتی ہے۔اور مقتضی الحال کی مطابقت علم معانی سے پہچانی جاتی ہے۔

سمجھ میں آجائے صاف فصاحت اس کو کہتے ہیں

اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

(اکبر الہ آبادی)

۴:عربی علم بلاغت کی کچھ اہم کتب:

۱:اسرار البلاغۃ ابو بکر عبد القاہر جرجانی (۴۷۱ھ)

۲:دلائل الاعجاز لہ ایضا

۳:مفتاح العلوم (قسم ثالث) ابو یعقوب سراج الدین یوسف سکاکی (۶۲۶ھ)

۴:تلخیص المفتاح جلال الدین محمد بن عبد الرحمن قزوینی معروف بہ خطیب دمشق (متوفی ۷۳۹ھ) مفتاح العلوم کی قسم ثالث کی تلخیص ہے۔

۵:الایضاح فی علوم البلاغۃ (المعانی والبیان والبدیع) لہ ایضا یہ تلخیص المفتاح کی شرح ہے۔

۶:جواہر البلاغۃ فی المعانی والبیان والبدیع احمد بن ابراہیم ہاشمی (متوفی ۱۳۶۲ھ)

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری (۱۲۹۲ – ۱۳۵۲ھ) قدس سرہ فرماتے ہیں: بلاغت کے بہت سے مسائل، (تفسیر) کشاف سے نکلتے ہیں، جن کی خوشبو بھی بلاغت کی کتب میں نہیں ملی۔یہ (بلاغت کی) کتب میں لکھے ہوئے مسائل سے تقریبا آدھے ہوں گے۔(فیض الباری مع البدر الساری:۱/ ۲۵۵ ملخصا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط:اولی ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء)

۵:اردو بلاغت کی کچھ اہم کتب:

ا: حدائق البلاغت (مترجم اردو)	میر شمس الدین فقیر (متوفی ۱۷۶۷ء)
۲: تسہیل البلاغت	محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی (متوفی ۱۹۲۸ء)
۳: بحر الفصاحت	مولانا محمد نجم الغنی رام پوری (متوفی ۱۹۴۱ء)

۶:نثر اور نظم کی تعریف اور ان کی قسمیں:

کہنے والے نے اگر اپنے کلام کو موزوں بنانے کا قصد کیا ہو تو اسے **نظم** کہتے ہیں، ورنہ **نثر** کہتے ہیں۔

لفظ کے لحاظ سے نثر کی تین قسمیں ہیں۔ مسجع، مرجز، عاری۔ **مسجع** میں ہر فقرے کے آخر میں قافیہ ہوتا ہے۔ مسجع کی ایک صورت **مرصع** بھی ہے۔ اس میں دوسرے فقرے کے اکثر الفاظ پہلے فقرے کے وزن پر ہوتے ہیں۔ اور **مرجز** میں دو فقروں کے کلمات ہم وزن تو ہوتے ہیں، لیکن قافیہ نہیں رکھتے۔ **نثر عاری** وہ ہے جو مسجع اور مرجز نہ ہو، لیکن اعلیٰ درجے کی بلیغ ہو۔

معنی کے لحاظ سے نثر کی دو قسمیں ہیں۔ سلیس، دقیق۔ پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ سادہ، رنگین

سلیس جس کے معنی آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔ **دقیق** جس کے معنی دقت سے سمجھ میں آئیں۔ **سادہ** جس میں لفظی اور معنوی رعایتیں نہ برتی گئی ہوں۔ **رنگین** جس میں ادائے مطالب میں لفظی اور معنوی رعایتوں سے کام لیا گیا ہو۔

شعر کا آدھا حصہ **مصرع** کہلاتا ہے۔ دو مصرعے مل کر شعر بنتا ہے۔ **بیت** کسی ایک شعر کو کہہ سکتے ہیں، خواہ اس کے دونوں مصرعے مقفی ہوں یا نہ، اور خواہ اس کا تعلق کسی صنف نظم سے ہو۔ اردو میں شعر کی درج ذیل اصناف رائج ہیں:

غزل، مستزاد، قصیدہ، مثنوی، قطعہ، رباعی، مسمط، ترکیب بند، ترجیع بند، فرد۔

(فن شعر و شاعری اور روح بلاغت: ص ۱۸۳ – ۱۸۸ ملخصا، حمید اللہ شاہ ہاشمی، مکتبہ دانیال، لاہور، ط: سنہ ندارد)

۷: علم معانی، بیان اور بدیع کے مباحث کا اجمالی خاکہ:

مقدمہ

معانی: خبر وانشاء، ذکر وحذف، تقدیم وتاخیر، تعریف وتنکیر، اطلاق وتقیید، قصر، وصل وفصل، ایجاز واطناب ومساوات،

خاتمہ: اخراج الکلام علی خلاف مقتضی الظاہر۔ اس طرح علم معانی آٹھ ابواب، اورایک خاتمہ پر مشتمل ہوا۔

بیان: تشبیہ، مجاز (استعارہ، مجاز مرسل، مجاز مرکب، مجاز عقلی)، کنایہ

بدیع: محسنات لفظیہ، محسنات معنویہ۔ محسنات کو صنائع بھی کہتے ہیں۔

۸: معانی اولیہ اور ثانویہ:

الفاظ کے مدلولات کو معانی اولیہ کہتے ہیں۔ انھیں نحاۃ اصل معنی بھی کہتے ہیں۔ اور کلام کی غرض کو معانی ثانویہ کہتے ہیں۔ مثلا ہمارے اس قول: ان زیدا قائم، میں معنی اول زید کا قیام مؤکد ہے۔ اور معنی ثانی، انکار کا رد اور شک دور کرنا ہے۔ (کشاف اصطلاحات الفنون: ۳/ ۳۸۰ ملخصا، ت: احمد حسن بسبج، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط: ثانیہ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۶ء)

لفظ کا ایک مدلول لغوی ہوتا ہے، اور ایک اس کی غرض جو متکلم کی مراد ہوتی ہے۔ غرض مدلول سے کبھی اعم، کبھی اخص اور کبھی مساوی ہوتی ہے۔ اغراض کی بحث اہم ہے۔ اسے علمائے معانی اور علمائے اصول فقہ نے ذکر کیا ہے۔ (معارف السنن ۱/ ۲۸۱، ۲۸۲ ملخصا، ایچ ایم سعید، کراچی، ط: ۱۴۱۳ھ)

۳: دروس البلاغۃ کے مؤلفین کے حالات

یہ کتاب مصر کے چار علماء کی کاوش ہے۔ حفنی ناصف، محمد دیاب، سلطان محمد، اور مصطفی طموم۔

۱: حفنی ناصف: (۱۲۷۲ – ۱۳۳۸ھ/ ۱۸۵۶ – ۱۹۱۹ء)

ان کا نام حفنی بن اسماعیل ہے۔ناصف ان کے پر دادا کا نام ہے۔جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کی اور تعلیم اور قضا میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔بالآخر مصر کی وزارۃ المعارف میں عربی زبان کے مفتش اول مقرر کیے گئے۔تصانیف میں تاريخ الأدب أو حياة اللغة العربية اور مميزات لغات العرب وغیرہ شامل ہیں۔(الاعلام للزرکلی: ۲/۲۶۵ ملخصا،دار العلم للملایین،ط:۱۵، ۲۰۰۲ء)

۲: محمد دیاب: (۱۲۶۹ - ۱۳۳۹ھ/۱۸۵۲ - ۱۹۲۱ء)

انھوں نے جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کی۔اور دیوان المعارف میں پہلے معلم اور پھر مفتش مقرر کیے گئے۔آخری عمر میں بینائی جاتی رہی۔ان کی کئی تصانیف ہیں اور اکثر داخل درس ہیں۔تصانیف میں تاريخ آداب اللغة العربية ، معجم الألفاظ الحديثة اور الإنشاء النظري وغیرہ شامل ہیں۔(مصدر سابق:۶/۱۲۲ ملخصا)

۳: مصطفی طموم: (متوفی ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء)

یہ قاہرہ کے مدرسہ خدیویہ میں عربی زبان کے مدرس رہے ہیں۔ سراج الكتبة ، الدروس النحوية وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔(مصدر سابق:۷/۲۳۶ ملخصا)

۴: سلطان محمد:

ان کے حالات نہیں ملے۔

۴: دروس البلاغۃ کی شرح شموس البراعۃ کے مصنف کے حالات

مولانا محمد فضل حق بن عبد الحق رام پوری: (۱۲۷۸ - ۱۳۵۸ھ)

مولانا محمد فضل حق رام پوری نے چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کیا، اور پھر علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبد الکریم رامپوری، مفتی لطف اللہ کوئلی، مولانا ہدایت علی بریلوی، مولانا عبد الحق بن فضل حق خیر آبادی وغیرہ شامل ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں تدریس کرتے رہے۔ جیسے بریلی کا مدرسہ طالبیہ، رامپور کا مدرسہ عالیہ، بھوپال کا مدرسہ سلیمانیہ، کلکتہ کا مدرسہ عالیہ۔ بالآخر رامپور کے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس بنے۔ بہت سے شاگردوں نے آپ سے کسب فیض کیا۔

آپ کی تصانیف میں ایساغوجی پر سید شریف کے حاشیہ کا حاشیہ، شرح مواقف پر میر زاہد کے حاشیہ کا حاشیہ، سلم کی شرح حمد اللہ کا حاشیہ، تلویح کا حاشیہ وغیرہ شامل ہیں۔ (نزہۃ الخواطر: ۸/۱۳۲۶ ملخصا، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ط: اولی، ۱۴۲۰ ھ /۱۹۹۹ء)

۴: کتاب کے قواعد کی مثالیں اردو زبان میں

اردو مثالیں دروس البلاغۃ کی اردو شرح بدور الفصاحۃ اور تحفۃ البلاغۃ سے ہیں۔ اور متن کی تصحیح دار ابن حزم کے نسخے اور مفتاح البلاغۃ سے ہے۔